بغاوت اور سرکشی سے بچ کر ہی اتفاق قائم رہ سکتا ہے

(فرمودہ ۴- دسمبر ۱۹۱۴ء)

حضور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:-

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ [1]-

اس کے بعد فرمایا:-

نعمتوں کا ضائع کرنا آسان ہوتا ہے مگر ان کا حاصل کرنا بہت مشکل کام ہے- آنکھ ہوتی ہے- انسان کیلئے کیسی مفید چیز ہے جو کہ ایک تھپڑ مار کر نکال دی جاسکتی ہے، چھوٹی سی سُوئی چبھو کر پھوڑی جاسکتی ہے لیکن پھر اگر ساری دنیا کے ڈاکٹر مل کر بھی اس کو بنانا چاہیں تو نہیں بناسکتے- اور اگر کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی اپنی تمام بادشاہت دے دے تو بھی ایک پھُوٹی ہوئی آنکھ نہیں بن سکتی-

اسی طرح خداتعالیٰ کی تمام نعمتوں کا حال ہے- اللہ تعالیٰ کے سوا وہ اور کوئی دیتا نہیں اور نہ کوئی دے سکتا ہے مگر باوجود اس کے بہت لوگ ان نعمتوں کی قدر نہیں کرتے- جب تک کسی کی آنکھیں درست ہوتی ہیں وہ معمولی بات سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ سب لوگوں کی آنکھیں ہیں میری بھی ہیں تو کیا ہوا لیکن جب جاتی رہتی ہیں تو رونے لگتا ہے- اسی طرح کان، ناک، ہاتھ، پاؤں وغیرہ ہیں جن کے متعلق اس کو خیال بھی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ بھی کوئی چیزیں ہیں لیکن جب یہ نہیں رہتے تو پیٹنے لگتا ہے-

انسان عمدہ سے عمدہ لطیف سے لطیف اور مزیدار سے مزیدار چیزیں کھاتا ہے لیکن وہ یہ نہیں سمجھتا کہ زبان کا ذائقہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت ہے' ہاں اگر بیماری کی وجہ سے زبان کا مزہ بگڑ جائے تب اسے پتہ لگتا ہے کہ واقعی یہ بھی کوئی چیز تھی- تو جب ایسے لوگوں کے پاس خداتعالیٰ کی نعمتیں ہوتی ہیں اس وقت قدر نہیں کرتے اور جب وہ ان سے چھین لی جاتی ہیں تب ان کے حصول کیلئے کوششیں کرتے ہیں- اس وقت جبکہ انہیں بِلا محنت اور مشقّت کے اور بِلا کچھ خرچ کئے مفت یہ چیزیں دستیاب ہوتی ہیں' معمولی باتیں سمجھتے ہیں لیکن جب نہیں رہتیں تو محنت اور مال خرچ کرکے ان کو پانے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں- تو نعمتوں کا حاصل کرنا مشکل بلکہ بعض کا تو ناممکن ہوتا ہے اور جب وہ ایک دفعہ چھین لی جاتی ہیں تو پھر نہیں دی جاتیں- ایمان اور قلبِ سلیم کا حصول بڑا مشکل اور بہت ہی مشکل کام ہے اور سالہاسال کی کوششوں اور محنتوں کے بعد یہ بات نصیب ہوتی ہے مگر ایک منٹ میں کفر کا کلمہ بولنے سے ساری عمر کا ایمان ضائع ہوجاتا ہے اور پھر اس کے حاصل کرنے کیلئے اتنی ہی کوشش اور محنت نہیں کرنی پڑتی جتنی کہ پہلے کی گئی تھی بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ کرنی پڑتی ہے-

اجتماع' اتفاق اور اتحاد بھی خداتعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے- اس کو ضائع کرنے والا تو آسانی سے کردیتا ہے اور پھر چاہتا بھی ہے کہ دوبارہ ملے لیکن پھر یہ کہاں آسانی سے مل سکتی ہے اسی لئے ہمارے لئے خداتعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ- یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ - اتفاق' اتحاد اور امن کا حاصل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور جب حاصل ہوجائے تو احسان اور عدل سے کام لینا چاہیئے اور بغی سے بچنا چاہیئے کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ فساد پڑے گا' لڑائی جھگڑے ہوں گے اور اتفاق جاتا رہے گا- کسی بزرگ نے مسلمانوں پر یہ بڑا احسان کیا ہے کہ اس نے اس آیت کو خطبہ .... میں رکھ دیا ہے اور خداتعالیٰ کو یہ بات ایسی پسند آئی ہے کہ اس کی قبولیت کو پھیلادیا ہے اور یہ ہر جگہ پڑھی جاتی ہے- اس آیت میں ایک لطیف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جمعہ پڑھنے کیلئے لوگوں کا آنا ایک اجتماع ہے اور لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اس موقع پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تمہیں اجتماع اور اتفاق کی نعمت حاصل ہوجائے تو تمہیں ہر قسم کی بغاوت اور سرکشی سے بچنا چاہیئے

تا کہ ایسا نہ ہو کہ تم میں پھوٹ پڑنا شروع ہوجائے اور تم کہیں کے کہیں جا پڑو۔

خدا تعالیٰ کے نزدیک بغاوت اور سرکشی بہت ہی ناپسندیدہ چیز ہے۔ اتحاد کو توڑ دینا' امن عامہ میں خلل ڈالنا بہت ہی بُری بات ہے۔ یہ ہوتا تو آسان ہے لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اس کا پھر حاصل کرنا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ پھر اگر ساری دنیا کا مال و دولت بھی خرچ کردیا جائے تو بھی کچھ نہیں بنتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہوتا ہے کہ امن قائم ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں ہی دیکھ لو کیسا امن ہوتا تھا' کیسا اتفاق تھا لیکن کسی کو ایک اعلان کی ایسی ضرورت پڑی کہ سارا امن اور سارا اتحاد اس نے قربان کردیا۔ اب اگر کوئی صلح کی آرزو کرے تو اسے کہاں میسر ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ انعام دیا تھا اس وقت کیوں قدر نہ کی اور ایسی کون سی اعلان کی ضرورت پڑی تھی۔ اب دیکھ لو' خواہ کتنا ہی زور ماریں لیکن وہ گند جو بعض کے سینوں سے نکلا ہے وہ کبھی صلح نہیں ہونے دیتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے دنیاوی رنگ میں ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی ہے۔ ہمیں کیسا آرام ہے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہم بلا کسی قسم کے خوف کے جاسکتے ہیں' کیسے آرام اور امن سے عبادتیں کرتے ہیں اور اگر کوئی ہمارے کاموں میں مخل ہوتا ہے تو گورنمنٹ کے سپاہی اس کے روکنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ آج کل بعض شریر الطبع اور خبیث فطرت لوگ چاہتے ہیں کہ اس امن میں خلل ڈالیں خدانخواستہ اگر وہ اپنے کاموں میں کامیاب ہوگئے تو پھر دکھ ہی دکھ ہوگا۔ تمہارا اس وقت جو کچھ فرض ہے وہ مَیں بارہا بتاچکا ہوں کہ تم امن پسند زندگی بسر کرو اور ان لوگوں سے جو شریر ہیں علیحدہ رہو اور ان کی اصلاح اور درستی کی فکر کرو۔ تم شاید یہ کہو کہ ہم ایسے نہیں ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم ایسے نہیں ہو لیکن اگر تمہارے ہمسائے ایسے ہیں تو تم کو بھی اس سے نقصان پہنچے گا۔ اگر کسی کے ہمسایہ کے گھر کو آگ لگے تو وہ ضرور اس کے گھر تک پہنچتی ہے۔ اور اگر کوئی شریر گورنمنٹ کے خلاف ڈاکے مارے تو گو تمہیں اس سے کوئی غرض اور تعلق نہیں ہے لیکن وہی ڈاکو ایک دن تم پر حملہ کرے گا خواہ تم کتنے ہی امن پسند ہو۔ لیکن اگر بعض شریروں کی شرارت سے ملک کا امن اٹھ جائے تو تمہیں بھی بہت نقصان پہنچے گا اس لئے ملک میں امن قائم رکھنا تمہارا کام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہمیشہ یہی تعلیم رہی ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ آپ کے یہ فقرے میرے کانوں میں گونج رہے ہیں کہ میں نے ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی جس میں گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم نہ دی ہو۔ مَیں

نے اَسّی (۸۰) کے قریب کتابیں لکھی ہیں اور تمام میں کسی نہ کسی رنگ میں گورنمنٹ کی تابعداری بتائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لوگوں نے الزام لگایا ہے کہ یہ (نَعُوْذُبِاللّٰہِ) منافقت سے گورنمنٹ کی خوشامد کرتا ہے لیکن ان احمقوں نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ آپ کو گورنمنٹ کی خوشامد کی کیا ضرورت تھی۔ وہ انسان جس کو خداتعالیٰ یہ کہے کہ تُو میرا رسول اور نبی ہے اس کے نزدیک دنیا کی بادشاہت کیا حیثیت رکھتی ہے۔ دنیا کی حکومتیں آسمانی حکومت کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتیں۔ مَیں تو کہتا ہوں کہ تم میں ہر ایک احمدی اگر ان احسانات کو سوچے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واسطہ سے خداتعالیٰ نے اس پر کئے ہیں تو اس کے نزدیک بھی کوئی چیز اس سے بڑھ کر قابلِ وقعت نہیں رہتی۔ تو کسی کا یہ خیال کرنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خوشامد سے گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم دی ہے پرلے درجے کی نادانی اور نالائقی ہے۔ آپ نے سچے دل سے اور واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تعلیم دی ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ وہ وقتی تعلیم تھی تو وہ منافق ہے وہ احمدی ہی نہیں ہے۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ ان آنکھوں کے ہوتے ہوئے جنہوں نے مسیح موعودؑ کو دیکھا اور ان کانوں کے ہوتے ہوئے جنہوں نے آپ کی باتوں کو سنا کوئی کہے کہ گورنمنٹ کی وفاداری نہیں کرنی چاہیئے تو اس کو احمدی سمجھا جائے۔ گورنمنٹ کی خوشامد کرنے کی ہمیں کوئی غرض نہیں ہے کیونکہ چاہے ہم کہیں کہ گورنمنٹ کے وفادار ہیں اور چاہے نہ کہیں مذہبی آزادی تو ملی ہوئی ہے اور باقی بھی ہر طرح کے آرام میسّر ہیں۔ پھر گورنمنٹ کا کوئی بڑے سے بڑا احسان ایسا نہیں ہے جو مسیح موعودؑ کی خدمت کرنے کی وجہ سے ہم پر ہوا ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا عہدہ، کوئی بڑے سے بڑا خطاب ایسا نہیں ہے جو ہمارے لئے مسیح موعودؑ کے خادم ہونے سے بڑھ کر عزت کا باعث ہوسکے۔ پھر کون سی ایسی چیز ہے جو ہمیں خوشامد پر مائل کرسکتی ہے۔ نہیں کوئی بھی نہیں۔ یہ خداتعالیٰ کا، آنحضرت ﷺ کا اور حضرت مسیح موعودؑ کا حکم ہے کہ ہم گورنمنٹ کی وفاداری کریں اور امن قائم رکھنے کیلئے گورنمنٹ کا ہاتھ بٹائیں۔ اگر گورنمنٹ ہماری ان باتوں کو خوشامدانہ رنگ میں سمجھے تو یہ اس کی غلطی ہے اور اگر کوئی اَور ایسا سمجھتا ہے تو اس کی بھی غلطی ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے اور اسلام ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ تم ایسا کرو، اس لئے ہم ایسا کرتے ہیں۔ اور ایک مسلمان اس وقت تک مسلمان ہی نہیں رہ سکتا جب تک وہ بغاوت کے کاموں سے حتیٰ کہ بغاوت کی باتوں سے دور نہ رہے۔ خداتعالیٰ

کے فضل سے ہماری جماعت ایسی ہے اور یہی میرا منشاء ہے۔ لیکن تم اوروں کو بھی ایسا ہی بنانے کی کوشش کرو کیونکہ اگر ان کی وجہ سے امن میں خلل واقع ہوگا تو تمہیں بھی ایسا ہی نقصان پہنچے گا جیسا کہ اوروں کو پہنچے گا۔

کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان منہ سے نکال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اظہارِ رائے ہے لیکن بعض ایسی باتیں نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں اس لئے تمہیں باتوں میں اور خیالات کے اظہار میں محتاط رہنا چاہیئے۔ جس وقت کوئی شخص احمدی ہوتا ہے تو اس کو اپنے تمام پہلے والے خیالات قربان کرنے ہوتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ سوائے میری جماعت کے اور کوئی جماعت گورنمنٹ کی وفادار نہیں رہے گی ۲؎ - سو یاد رکھو کہ تمہارا کام باامن رہنا ہی نہیں بلکہ ایسے خیالات اور باتیں جن کے اظہار سے گورنمنٹ کی کسی قسم کی سُبکی ہوتی ہو پرہیز کرنا بھی ہے۔ تم ایسی مجلسوں سے الگ رہو جن میں گورنمنٹ کے خلاف باتیں ہوتی ہیں۔ ۱۹۰۷ء میں جب آریوں میں شورش ہوئی' مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر چمک اٹھا اور آپ نے فرمایا کہ ہماری پیشگوئی پوری ہو رہی ہے کہ ان پر مصیبت آئی ہے۔ آج اگر حضرت مسیح موعودؑ زندہ ہوتے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ ہرروز اشتہارات شائع کرتے اور گورنمنٹ کی وفاداری کو بار بار دُہراتے۔ گو اس وقت حضرت مسیح موعودؑ ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن آپ کا فیصلہ موجود ہے اور اس فیصلہ کے ہوتے ہوئے اور کسی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ حَکَمًا وَ عَدَلاً تھے۔ اس وقت تم اپنے عمل سے ثابت کردکھاؤ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ کہا تھا وہ ٹھیک ہے۔

مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہوئی ہے کہ باہر سے خط آئے ہیں کہ آپ اعلان کیوں نہیں کرتے۔ مجھے معلوم ہے کہ ہماری جماعت میں ایسے آدمی موجود ہیں جو چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی بات نہ رہ جائے اور مجھے یقین ہے کہ تمہارے سب کے یہی خیالات ہوں گے لیکن تم اپنے دلوں میں وہ نقشہ بنالو کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ اس وقت ہوتے تو آپ جماعت کو کس طرح گورنمنٹ کی وفاداری سے آگاہ کرتے۔ اس وقت بعض شریر لوگ بعض واقعات کی وجہ سے ملک میں فساد ڈلوانے میں لگے ہوئے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ ایسے آدمیوں کو سمجھائیں کہ تم اپنا ہی نقصان کررہے ہو۔

تم گورنمنٹ کی وفاداری میں آگے بڑھ جاؤ اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے کہ جو امن

ہمیں اس گورنمنٹ کی وجہ سے میسر ہے اور کسی جگہ نہیں ہے اور اگر کسی میں ہوتا تو حضرت مسیح موعودؑ وہاں پیدا ہوتے لیکن ایسا نہیں ہوا- حضرت مسیح موعودؑ نے کہا ہے کہ اس گورنمنٹ کے بہترین ہونے کا یہی ثبوت ہے کہ مجھے خداتعالیٰ نے اسی میں پیدا کیا ہے' ورنہ اَور جگہ پیدا کرتا تاکہ اسلام آسانی سے پھیل سکتا[۳] - اس گورنمنٹ کے امن میں خلل ڈالنا گویا اشاعت اسلام کے کام کو روک دینا ہے- اب دیکھو کہاں تبلیغ ہوسکتی ہے' ہمارے مبلّغ سمجھتے ہیں کہ جس سے بات کی جائے وہ کہتا ہے کہ آج کل جنگ کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا- میرا ارادہ تھا کہ مختلف جگہوں میں اور مبلّغ بھیجوں اور اگر جنگ نہ ہوتی تو کئی جگہ حضرت مسیح موعودؑ کا نام پہنچ جاتا لیکن اب نہیں بھیجے جاسکتے- تو جس قدر امن زیادہ ہوگا اسی قدر ہمارا سلسلہ ترقی کرے گا- اس بات کو سمجھ کر ہر ایک احمدی کو چاہیئے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں امن قائم رکھنے کی باتیں سناتا رہے اور اس بات کی ہرگز پروا نہ کرے کہ کوئی اسے خوشامدی کہتا ہے' ہماری غرض خوشامد نہیں بلکہ حق کو پہنچانا ہے- اس میں کوئی شک نہیں کہ گورنمنٹ کے ہم پر احسان ہیں پھر ہم اس کی قدر کیوں نہ کریں کہ اگر کسی کو امن نہیں تو وہ حکومت چھوڑ کر چلا جائے- قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے- بغاوت اور مخالفت کی اسلام نے کبھی اجازت نہیں دی-

اللہ تعالیٰ تمہیں ان باتوں کے سمجھنے کی توفیق دے اور تم دنیا کے امن سے فائدہ اٹھا کر حضرت مسیح موعود کا نام پھیلانے کے قابل ہوسکو اور اللہ تعالیٰ کا جاہ وجلال اور آنحضرت ﷺ کی اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت تمام دنیا پر پھیل جائے-

(الفضل ۱۰- دسمبر ۱۹۱۴ء)

---

[۱] النَّحل: ۹۱

[۲] تحفہ قیصریہ صفحہ ۱۲ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۴

[۳] تحفہ قیصریہ صفحہ ۳۱' ۳۲ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۳' ۳۸۴